احمدی احباب کی تعلیم وتربیت کے لئے

خطبہ نمبر 14

منگل 7۔اپریل 2015ء

روزنامہ

1913ء سے جاری شدہ

FR-10

الفضل

The ALFAZL Daily

ٹیلی فون نمبر 047-6213029

ایڈیٹر : عبدالسمیع خان

web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

منگل 7۔اپریل 2015ء 17 جمادی الثانی 1436 ہجری 7 شہادت 1394 ھش جلد 65-100 نمبر 79

نشان کے بغیر

وہ دیں ہی کیا ہے جس میں خدا سے نشاں نہ ہو
تائید حق نہ ہو مدد آسماں نہ ہو
مذہب بھی ایک کھیل ہے جب تک یقیں نہیں
جو نور سے تہی ہے خدا سے وہ دیں نہیں

(درثمین)

نئے بیعت کرنے والوں کے ایمان ویقین میں مضبوطی اور اخلاص وروحانیت میں ترقی کرنے کے ایمان افروز واقعات کا تذکرہ

حضرت مسیح موعود کی کتب اور حضور انور کے خطبات سے نومبائعین کی علمی، عملی اور روحانی حالتیں بہتر ہو رہی ہیں

اپنے اور نئے احمدیوں کے ایمانوں میں ترقی کی دعا کے ساتھ ساتھ ہمیں دنیا کی خیر خواہی کے لئے بھی دعا کرنی چاہئے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ فرمودہ 3/اپریل 2015ء بمقام بیت الفتوح مورڈن لندن کا خلاصہ

خطبہ جمعہ کا یہ خلاصہ ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 3/اپریل 2015ء کو بیت الفتوح مورڈن لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو مختلف زبانوں میں تراجم کے ساتھ حسب معمول ایم ٹی اے پر براہ راست نشر کیا گیا۔ حضور انور نے فرمایا کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ احمدیت خدا تعالیٰ کا لگایا ہوا پودا ہے جس نے اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق پھلنا، پھولنا اور بڑھنا ہے، حضور انور نے جماعت احمدیہ میں شامل ہونے والے نو احمدیوں پر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے واقعات بیان فرمائے، جن کے دلوں میں خدا تعالیٰ نے نور صداقت پیدا کیا اور بیعت کرنے کے بعد وہ اپنے ایمان میں مضبوط اور یقین، اخلاص اور روحانیت میں ترقی کرتے چلے جا رہے ہیں، نمازوں میں ذوق وشوق اور سرور آنے لگا ہے، ان کی عملی حالتیں بھی بہتر ہوئیں اور احمدیت کے علم کلام کے ذریعے ان کے علم وعرفان میں بھی اضافہ ہوا۔

حضور انور نے فرمایا کہ احمدیت میں داخل ہونے کے بعد وہ نیک فطرت لوگ خود بیان کرتے ہیں کہ احمدیت کی وجہ سے ہمیں دین حق کی تعلیمات کو سمجھنے میں آسانی ہوئی ہے۔ نمایاں عملی تبدیلیاں پیدا ہو رہی ہیں اور اللہ تعالیٰ سے سچا تعلق پیدا ہو رہا ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ یہی چیز ہر احمدی کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ گنی کناکری کے ایک دوست بیان کرتے ہیں کہ بیعت کرنے کے بعد مجھ میں ایک ایسی روحانی تبدیلی پیدا ہوئی ہے جسے پہلے میں نے کبھی بھی محسوس نہیں کیا تھا، مجھے وہ روحانی سکون ملا ہے جسے برسوں سے مجھے تلاش تھی، کانگو کے ایک پادری نے احمدیت قبول کی، وہ لکھتے ہیں کہ جو دل کو تسلی اور خدا تعالیٰ کا قرب پانے کا احساس احمدیت میں ہوا ہے اس سے قبل کبھی نہیں ہوا تھا، اب احمدیت ہی میرا سب کچھ ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ ایم ٹی اے کے ذریعے بھی بہت سے لوگوں کو احمدیت قبول کرنے کی توفیق ملی، پھر یہ کہ حضرت مسیح موعود کا کلام بھی دلوں پر اثر ڈالتا ہے۔ مراکش کے ایک دوست لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بیعت کی توفیق دی اور میں نے حضرت مسیح موعود کی کتب کا مطالعہ شروع کیا تو احساس ہوا کہ یہ میرے زخموں کا مرہم اور میری روح کا علاج ہے۔ فرمایا کہ بوسنیا کے مربی صاحب لکھتے ہیں کہ گزشتہ سال میں آپ نے عملی اصلاح کے بارے میں جو خطبات دئے تھے ان کے نتیجے میں خصوصاً نماز فجر کی حاضری میں غیر متوقع طور پر افراد شامل ہو رہے ہیں۔ میسیڈونیا کے ایک دوست لکھتے ہیں کہ میری اہلیہ پہلے پردہ نہیں کرتی تھیں مگر جلسہ سالانہ جرمنی سے آپ کا لجنہ کا خطاب سن کر انہوں نے حجاب لینا شروع کر دیا ہے اور اب باقاعدہ پردہ کرتی ہیں اور احمدیت پر ثابت قدم ہیں اور خدا کے فضل سے ایمان میں بھی ترقی کر رہی ہیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ ہماری نوجوان بچیوں اور عورتوں کو خاص طور پر اس طرف دھیان دینا چاہئے کہ پردہ دینی حکم ہے اس لئے اس پر عمل کرتے ہوئے پردہ کا اہتمام کیا کریں۔

حضور انور نے فرمایا کہ ایسے ایمان افروز بیعت کرنے والوں کے واقعات پر مبنی رپورٹس جب میں پڑھتا ہوں تو دیکھتا ہوں کہ کس طرح اللہ تعالیٰ اپنے نشانات دکھا رہا ہے، خوابوں کے ذریعہ لوگوں کی راہنمائی فرما رہا ہے۔ مخالفتیں بھی حضرت مسیح موعود کی طرف نیک فطرتوں کے دل پھیر رہی ہیں، علم وعرفان میں ترقی اور عملی حالتوں میں بہتری کی طرف توجہ پیدا ہو رہی ہے۔ پس یہ باتیں حضرت مسیح موعود کے حق میں خدا تعالیٰ کی تائیدات اور نصرت کا پتہ دیتی ہیں اور دین حق کی برتری ثابت کر رہی ہیں اور خدا تعالیٰ کے وجود کا فہم وادراک پیدا کر رہی ہیں۔ فرمایا کہ پس ہمیں نئے آنے والوں کے واقعات سن کر جہاں اپنے اور ان کے ایمانوں میں ترقی کی دعا کرنی چاہئے وہاں دنیا کے لئے بھی دعا کرنی چاہئے۔ حضور انور نے اسلامی ممالک کے موجودہ حالات بیان کر کے ان کے لئے دعا کی تحریک فرمائی۔

حضور انور نے آخر پر مکرم انصار احمد ایاز صاحب بوسٹن امریکہ ابن مکرم ڈاکٹر افتخار احمد ایاز صاحب کی وفات پر ان کا ذکر خیر اور نماز جنازہ حاضر جبکہ عزیزم وسیم احمد طالبعلم جامعہ احمدیہ قادیان کی وفات پر مرحوم کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب پڑھانے کا اعلان فرمایا۔

عورتوں سے حسن سلوک

حضرت اقدس مسیح موعود فرماتے ہیں۔

''عورتوں اور بچوں کے ساتھ تعلقات اور معاشرت میں لوگوں نے غلطیاں کھائی ہیں اور جادۂ مستقیم سے بہک گئے ہیں۔ قرآن شریف میں لکھا ہے۔ عَاشِرُوْھُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ۔ مگر اب اس کے خلاف عمل ہو رہا ہے۔

دو قسم کے لوگ اس کے متعلق بھی پائے جاتے ہیں۔ ایک گروہ تو ایسا ہے کہ انہوں نے عورتوں کو بالکل خلیع الرسن (یعنی آزاد) کر دیا ہے۔ دین کا کوئی اثر ہی ان پر نہیں ہوتا اور وہ کھلے طور پر (دین حق) کے خلاف کرتی ہیں اور کوئی ان سے نہیں پوچھتا۔ بعض ایسے ہیں کہ انہوں نے خلیع الرسن تو نہیں کیا مگر اس کے بالمقابل ایسی سختی اور پابندی کی ہے کہ ان میں اور حیوانوں میں کوئی فرق نہیں کیا جا سکتا اور کنیزکوں اور بہائم سے بھی بدتر ان سے سلوک ہوتا ہے۔ مارتے ہیں تو ایسے بے درد ہو کر کہ کچھ پتہ ہی نہیں کہ آگے کوئی جاندار ہستی ہے یا نہیں۔ غرض بہت ہی بری طرح سلوک کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ پنجاب میں مثل مشہور ہے کہ عورت کو پاؤں کی جوتی کے ساتھ تشبیہ دیتے ہیں کہ ایک اتار دی دوسری پہن لی۔ یہ بڑی خطرناک بات ہے اور (دین حق) کے شعائر کے خلاف ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ساری باتوں کے کامل نمونہ ہیں۔ آپ کی زندگی میں دیکھو کہ آپ عورتوں کے ساتھ کیسی معاشرت کرتے تھے۔ میرے نزدیک وہ شخص بزدل نامرد ہے جو عورت کے مقابلہ میں کھڑا ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک زندگی کو مطالعہ کرو تمہیں معلوم ہو کہ آپ ایسے خلیق تھے باوجود یکہ آپ بڑے بارعب تھے لیکن اگر کوئی ضعیفہ بھی آپ ﷺ کو کھڑا کرتی تو آپ اس وقت تک کھڑے رہتے جب تک کہ وہ اجازت نہ دے۔''

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 387)

(فیصلہ جات مجلس مشاورت 2015ء
مرسلہ: نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ)

☆..............☆..............☆

پبلشر وپرنٹر : طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ ....مطبع: ضیاء الاسلام پریس ....مقام اشاعت : دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ ....قیمت 5 روپے

خطبہ جمعہ

نقائص اور کمزوریاں ہمیشہ دو قسم کی ہوتی ہیں۔ایک فردی کمزوریاں اور نقائص اور ایک قومی کمزوریاں اور نقائص اسی طرح خوبیاں بھی دو قسم کی ہوتی ہیں۔ایک فردی خوبیاں اور دوسرے قومی خوبیاں

افراد کی بدیاں تو ان کی تشخیص کر کے پھر ان کا علاج کر کے دُور کرنے کی کوشش ہوسکتی ہے اور کسی کو اگر خود احساس ہو جائے تو وہ خود بھی کوشش کر کے اپنی بدیاں دُور کر سکتا ہے لیکن قومی بدیوں کو دور کرنے کے لئے تمام قوم کو غور کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔اگر بحیثیت قوم وہ بدیوں کو دور کرنے کے لئے کھڑی نہ ہو، کوشش نہ کرے یا بحیثیت قوم علاج کرنے کے لئے تیار نہ ہو تو بحیثیت قوم وہ بدیاں اور نقائص اس قوم میں پیدا ہو جاتے ہیں اور ایک وقت آتا ہے جب وہ قوم کو ہلاک کرنے کا باعث بن جاتے ہیں

جہاں یہ ضروری ہے کہ ہم میں سے ہر ایک اپنے نفس کی کمزوریوں کو دیکھے وہاں یہ بھی ضروری ہے کہ ہم بحیثیت قوم اپنی کمزوریوں کو دیکھیں اور ان کی نشاندہی کریں اور پھر بحیثیت قوم ان کا علاج اور تدارک کریں اور اس علاج میں ہر ایک کو اپنا کردار ادا کرنا ہوگا کیونکہ بغیر مشترکہ کوشش کے اور مشترکہ طور پر علاج کے ہم کامیاب نہیں ہو سکتے

مغربی معاشرہ تو آزادی کے نام پر ایک تباہی کی طرف جا ہی رہا ہے اور یہ قومی بدی ہے لیکن اس کی لپیٹ میں بعض احمدی بھی آ رہے ہیں۔اس سے پہلے کہ یہ قومی برائی بنے اور وسیع طور پر پھیل جائے اور حضرت مسیح موعود کو ماننے کے بعد ہم پھر جہالت میں واپس چلے جائیں ہمیں قوم کی حیثیت سے ان باتوں سے بچنے کے لئے کوشش کو تیز تر کرنے کی ضرورت ہے۔پس جماعت احمدیہ کے نظام کے تمام حصے اس بات پر غور کرنے کے لئے سر جوڑیں۔منصوبہ بندی کریں۔اس کا ابھی سے خاتمہ کرنے کی کوشش کریں

باوجود توجہ دلانے کے، بار بار کی تلقین کے باجماعت نماز کے لئے ایک بڑی تعداد کو ذوق و شوق نہیں ہے گویا یہ ایک قومی بیماری بن رہی ہے۔اس لئے اس کے شدت سے علاج کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔یہ فردی نقص نہیں ہے کہ فلاں شخص بیت میں باجماعت نماز پڑھنے نہیں آیا۔جس طرح عدم توجہی کا اظہار ہو رہا ہے یہ چیز قومی بیماری اور نقص کی شکل اختیار کر گئی ہے۔پس ہمیں اس طرف توجہ دینی چاہئے کہ بیوت کو آباد تو حقیقی مومنوں نے کرنا ہے اور حقیقی مومن وہی ہیں جنہوں نے زمانے کے امام کو ماننا ہے

خلافت کے ساتھ تعلق مضبوط کرنے کی ضرورت ہے۔اس زمانے میں ایم ٹی اے اور جماعت کی ویب سائٹ بھی اللہ تعالیٰ نے ہمیں مہیا فرمائی ہیں ان سے منسلک رہنا بھی بہت ضروری ہے

مکرمہ رضیہ مسرت خان صاحبہ اہلیہ مکرم عبداللطیف خان صاحب (ہونسلو) اور عزیزم عامر شیراز صاحب ابن مکرم شاہد محمود صاحب (مورڈن ساؤتھ) کی نماز جنازہ حاضر۔مکرم الحاج رشید احمد صاحب (ملواکی۔امریکہ) اور مکرم حسن عبداللہ صاحب (ڈیٹرائٹ۔امریکہ) کی نماز جنازہ غائب اور مرحومین کا ذکر خیر

خطبہ جمعہ سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 13 فروری 2015ء بمطابق 13 تبلیغ 1394 ہجری شمسی بمقام بیت الفتوح مورڈن لندن

خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے

حضرت مصلح موعود نے ایک دفعہ قومی نقائص اور کمزوریوں کے بارے میں ایک خطبہ ارشاد فرمایا تھا جس میں ان کمزوریوں کی وجوہات اور جماعت کو ان سے بچنے کی طرف توجہ دلائی تھی۔اس مضمون کی آج بھی ضرورت ہے اس لئے میں نے اس سے استفادہ کرتے ہوئے آج اس مضمون کو لیا ہے۔

نقائص اور کمزوریاں ہمیشہ دو قسم کی ہوتی ہیں۔ایک فردی کمزوریاں اور نقائص اور ایک قومی کمزوریاں اور نقائص۔اسی طرح خوبیاں بھی دو قسم کی ہوتی ہیں۔ایک فردی خوبیاں اور دوسرے قومی خوبیاں۔فردی نقائص وہ ہیں جو افراد میں تو ہوتے ہیں لیکن من حیث القوم، قوم میں نہیں ہوتے۔اسی طرح خوبیاں ہیں۔بعض خوبیاں افراد میں تو ہوتی ہیں لیکن من حیث القوم، قوم میں نہیں ہوتیں۔افراد اپنے علم اور اپنی کوشش سے بعض خوبیاں اپنے اندر پیدا کر لیتے ہیں۔اسی طرح نقائص کی وجوہات اور اسباب ہر شخص کے اپنے حالات اور ماحول کی وجہ سے ہوتے ہیں۔بدی اور نیکی کے بارے میں یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ نیکی اور بدی یا نقص اور خوبی اپنے ماحول کے اثرات کے نتیجے میں پیدا ہوتی ہے۔اس کی مثال اسی طرح ہے جیسے کوئی بیج زمین کے بغیر نہیں اُگ سکتا یا آجکل نئے ذریعہ کاشت میں ایک خاص قسم کی مٹی بنائی جاتی ہے جس میں پانی جذب کرنے اور بیج کو پروان چڑھانے کی صلاحیت ہوتی ہے۔بڑے بڑے برتنوں میں اس کو رکھا جاتا ہے اور بڑے بڑے ہالوں کے اندر اس کی کاشت ہوتی ہے لیکن بہر حال اس کے بغیر بیج نہیں اُگ سکتا۔کسی بھی بیج سے صحیح استفادہ کے لئے، اس سے اس کے اگانے کا مقصد حاصل کرنے کے لئے اس کو زمین یا زمین جیسے ماحول کے میسّر کرنے کی ضرورت ہوتی ہے اور اس کے بغیر بیج اگر اُگے گا بھی تو تھوڑے عرصے میں مر جائے گا، ختم ہو جائے گا۔اسی طرح بدی یا نیکی جو نقائص یا خوبی کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے وہ ماحول کے اثرات کے نتیجے میں پیدا ہوتی ہے۔

پس برائیوں یا نیکیوں کے بڑھنے میں ماحول ایک لازمی جزو ہے۔اردگرد کے اثرات جب تک کسی نیکی یا بدی کے لئے خاص زمین تیار نہ کردیں اس وقت تک وہ بدی یا نیکی نشوونما نہیں پاسکتی۔لیکن ماحول بھی دو قسم کے ہوتے ہیں۔ضروری نہیں کہ ایک قسم کا ماحول ہر ایک پر ایک جیسا اثر انداز ہوجائے۔ایک قسم کا ماحول صرف افراد پر اثر ڈالتا ہے اور مِن حیث القوم وہ ہر ایک کو متاثر نہیں کرتا۔ اس کی مثال ایسی زمین کی ہے جس میں خاص فصلیں اُگ سکیں۔مثلاً حضرت مصلح موعود نے مثال دی ہے کہ زعفران ہے، ہندوستان میں پیدا ہوتا ہے تو یہ تمام ہندوستان میں نہیں ہوتا ہے بلکہ خطہ کشمیر میں ہوتا ہے اور وہاں بھی ایک خاص علاقہ ہے جس میں خاص قسم کا زعفران پیدا ہوتا ہے جو اعلیٰ قسم کا ہے۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 13 صفحہ 75-74)

پاکستانی زمیندار بھی جانتے ہیں بلکہ چاول کا کاروبار کرنے والے بہت سارے لوگ جانتے ہیں کہ خوشبودار باسمتی جیسا کہ کالر کے علاقے میں ہوتا ہے وہاں پاکستان کے اور کسی علاقے میں نہیں ہوتا۔زراعت کے ماہرین نے بڑی کوشش بھی کی ہے لیکن اس جیسی خوشبو پیدا کرنے میں کامیاب نہیں ہوسکے۔بہرحال خاص حالات خاص بیجوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے قانون قدرت میں مہیا کر دیئے ہیں یا مقرر کر دیئے ہیں اس کے بغیر وہ خاصیت اور وہ صفت پیدا نہیں ہوتی۔پھر زمین ہے یا دوسرے موسمی اثرات ہیں یہ سارے اثر انداز ہوتے ہیں۔اس کے مقابلے پر بعض فصلیں ایسی ہیں مثلاً گندم ہے یا خاص قسم کے باغات ہیں وہ ایک ملک میں تمام جگہ ہوجاتے ہیں۔پیداوار میں کمی و بیشی کا فرق ہو تو ہو لیکن ہوجاتے ہیں۔پس اسی طرح نیکیاں اور بدیاں بھی بعض اثرات کے تحت قومی حیثیت اختیار کر لیتی ہیں اور پوری قوم کی ترقی یا زوال کا ذریعہ بن جاتی ہیں۔افراد کی بدیاں تو افراد کی کوشش سے ٹھیک ہوسکتی ہیں اور اگر کوشش کریں تو نہ صرف بدیاں دُور ہوجائیں گی بلکہ افراد میں اگر وہ کوشش کریں تو فردی خوبیاں بھی پیدا ہوسکتی ہیں۔لیکن جو قومی اثرات کے تحت بدیاں یا نیکیاں ہوں ان کے لئے کسی ایک فرد کی کوشش کارآمد ثابت نہیں ہوسکتی کیونکہ فرد جزو ہے۔کُل کا حصّہ ہے اور جو خرابی کُل میں ہو وہ جزو کی اصلاح سے ٹھیک نہیں ہوسکتی بلکہ کُل کی خرابی اگر ہو تو اس سے فرد بھی متاثر ہوتا ہے۔اگر ایک علاقے میں ماحول ہی خراب ہے تو اس ماحول کی وجہ سے وہاں رہنے والے تمام لوگ متاثر ہوں گے۔مثلاً اگر کوئی شخص زہر کھالے تو یہ نہیں ہوسکتا کہ وہ زہر ہاتھ پاؤں اور دماغ یا دوسرے اعضاء پر اثر نہ کرے۔یہ تمام جسم پر اثر کرے گا۔اسی طرح ہمارا کھانا ہے۔گوشت پھل وغیرہ ہم کھاتے ہیں اور مختلف چیزیں ہم کھاتے ہیں ان سے جسم کا ہر حصہ فائدہ اٹھائے گا کیونکہ یہ تمام اعضاء کل کے یعنی جسم کے افراد ہیں۔اس لئے وہ زہر میں بھی حصہ لیتے ہیں اور اچھی خوراک میں بھی حصہ لیتے ہیں۔اسی طرح جو نیکی یا بدی قومی طور پر پیدا ہو وہ تمام قوم پر اثر ڈالتی ہے۔پس جو قومی بدیاں یا نیکیاں ہوں ان کا مقابلہ کوئی خاص حصہ جسم یا فرد نہیں کرسکتا یا کسی خاص فرد کی اصلاح سے قومی اصلاح نہیں ہوسکتی، نہ بدیوں کو دور کیا جاسکتا ہے۔اسی طرح نہ ہی نیکیوں کو پھیلایا جاسکتا ہے۔ کیونکہ کل کا اثر جزو پر ضرور پڑتا ہے۔بہرحال یہی قاعدہ ہے کہ اگر کل کو فائدہ ہو تو جزو کو بھی فائدہ ہوگا اور اگر کل کو نقصان پہنچے تو جزو کو بھی نقصان پہنچے گا۔

پس افراد کی بدیاں تو ان کی تشخیص کرکے پھر ان کا علاج کرکے دُور کرنے کی کوشش ہوسکتی ہے اور کسی کو اگر خود احساس ہوجائے تو وہ خود بھی کوشش کرکے اپنی بدیاں دُور کرسکتا ہے لیکن قومی بدیوں کو دور کرنے کے لئے تمام قوم کو غور کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔اگر بحیثیت قوم وہ بدیوں کو دور کرنے کے لئے کھڑی نہ ہو، کوشش نہ کرے یا بحیثیت قوم علاج کرنے کے لئے تیار نہ ہو تو بحیثیت قوم وہ بدیاں اور نقائص اس قوم میں پیدا ہوجاتے ہیں اور ایک وقت آتا ہے جب وہ قوم کو ہلاک کرنے کا باعث بن جاتے ہیں۔

پس جہاں یہ ضروری ہے کہ ہم میں سے ہر ایک اپنے نفس کی کمزوریوں کو دیکھے وہاں یہ بھی ضروری ہے کہ ہم بحیثیت قوم اپنی کمزوریوں کو دیکھیں اور ان کی نشاندہی کریں اور پھر بحیثیت قوم ان کا علاج اور تدارک کریں اور اس علاج میں ہر ایک کو اپنا کردار ادا کرنا ہوگا کیونکہ بغیر مشترکہ کوشش کے اور مشترکہ طور پر علاج کے ہم کامیاب نہیں ہوسکتے۔دنیاوی قانون کو بھی اگر دیکھیں مثلاً قدرتی آفات ہیں، سیلاب ہے تو کوئی زمیندار اپنی زمین کو بند باندھ کر سیلاب سے نہیں بچاسکتا۔بند باندھنا، اس کی منصوبہ بندی کرنا یہ حکومت کا کام ہے۔مشترکہ کوشش حکومت کی طرف سے ہوتی ہے۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 13 صفحہ 76-75)

حکومت نام ہے لوگوں کے جمع ہونے کا اور جہاں حکومتیں ہی نکمی ہوں وہاں پوری قوم کو نقصان ہوتا ہے۔جیسا کہ پاکستان میں گزشتہ دنوں جب گرمیوں میں سیلاب آیا تو اس میں ہم نے دیکھا اور ہمیشہ دیکھتے ہیں۔بعض قدرتی آفات سے بچاجاسکتا ہے بیشک قدرتی آفات ایسی ہیں کہ جب آئیں تو ان سے بچنا مشکل ہے لیکن ایسی بھی ہیں جن سے بچاجاسکتا ہے۔بعض آفات کے آنے سے پہلے ان سے ہوشیار کرنے کے سامان ہوجاتے ہیں لیکن انسان اپنی لاپرواہی کی وجہ سے توجہ نہیں دیتا اور نقصان اٹھاتا ہے۔بہرحال اگر قوم کو یا حکومت کو اپنی ذمہ داریوں کا احساس نہ رہے تو نقصان کئی گنا بڑھ جاتا ہے اور یہ عموماً دنیا میں ہم دیکھتے ہیں۔

پس قومی احساس اصلاح کے لئے ضروری ہے۔اس بارے میں جماعت احمدیہ کے حوالے سے حضرت مصلح موعود نے توجہ دلاتے ہوئے کہ ہمیں ان قومی بدیوں کو کس طرح دیکھنا چاہئے اور ان پر کس طرح غور کرنا چاہئے یہ فرمایا کہ اگر جماعت بعض پہلوؤں سے اس پر غور کرے اور اس کا علاج کرے تو فائدہ ہوسکتا ہے۔اس کے مختلف ذرائع ہیں، کیونکہ یہ ذرائع جو ہیں وہ قومی امراض کی تشخیص کرسکتے ہیں اور جب تشخیص ہوجائے تو پھر یہ علاج بھی ہوسکتا ہے۔پہلا ذریعہ وہ تعلیمات ہیں جو کسی قوم میں جاری ہوں اور جن پر عمل کرنا ہر شخص اپنا فرض سمجھتا ہو۔اگر وہ بری باتیں ہیں یا اس تعلیم کے بدنتائج ہیں یا اس تعلیم سے بدنتائج نکل سکتے ہوں جیسا کہ بعض مذاہب میں ہیں تو اس کی وجہ سے پھر اس میں برائیاں پیدا ہوتی ہیں۔یا بدعات پیدا ہوتی ہیں اور ان کی وجہ سے پھر برائیاں پیدا ہوجاتی ہیں۔اگر کسی مذہب میں غلط عقائد اور باتیں ہیں تو اس سے ہر وہ شخص متاثر ہوگا جو بھی اس مذہب کو ماننے والا ہے اور تمدنی اور معاشرتی زندگی میں بھی اس سے برے نتائج پیدا ہوں گے۔صرف مذہبی طور پر نہیں بلکہ معاشرتی زندگی میں بھی، تمدنی زندگی میں بھی برے نتائج پیدا ہوں گے۔لیکن ہم جو (مومن) ہیں قرآن کریم کو خدا تعالیٰ کا کلام سمجھتے ہیں اور اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ اس تعلیم میں کوئی نقص نہیں اور اس کے برے نتائج کبھی نہیں نکل سکتے یا یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ اس سے کوئی بدی پیدا ہو کیونکہ تعلیم بے عیب ہے اس لئے ظاہر ہے برا نتیجہ نکل نہیں سکتا۔پس (-) نے یہ سوچ لیا کہ برائی آہی نہیں سکتی لیکن کیا سب (-) برائیوں سے پاک ہیں؟ جب ہم اپنے ماحول کا جائزہ لیتے ہیں۔ (-) کی عمومی حالت دیکھتے ہیں تو پتا چلتا ہے کہ اکثریت تو برائیوں میں مبتلا ہے۔

پس اس بات پر غور کرنے کی ضرورت ہے کہ قرآن میں تو کوئی نقص نہیں ہے۔خدا تعالیٰ نے خود اس میں یہ اعلان فرمادیا کہ اس میں کوئی نقص نہیں ہے۔کامل اور مکمل شریعت ہے۔اگر قرآن کریم کی بیشمار پیشگوئیاں اور باتیں پوری ہوئی ہیں اور ہم دیکھتے ہیں کہ پوری ہورہی ہیں تو اللہ تعالیٰ کا یہ اعلان بھی یقیناً سچا ہے کہ قرآن کریم کی تعلیم ہر عیب سے پاک ہے اور کامل اور مکمل تعلیم ہے۔پس اس بات کو ہم یقیناً سچا سمجھتے ہیں۔اب سوال یہ ہے کہ پھر کمی کہاں ہے۔اس کا جواب یہی ہونا چاہئے کہ پھر اس کے سمجھنے میں غلطی ہے۔اس پر عمل میں غلطی ہے۔پس اگر قرآن کریم میں کوئی نقص نہیں ہے تو یقیناً ہمارے سمجھنے اور عمل کرنے میں غلطی ہے اور یقیناً قرآن کریم میں نقص نہیں ہے تو پھر اس کے معنی سمجھنے میں غلطی کی وجہ سے قوم متاثر ہوئی ہے۔یہ غلطیاں قوم کے پہلے (-) کے قرآن کریم کو غلط سمجھنے کی وجہ سے ہوسکتی ہیں اور موجودہ (-) کے غلط سمجھنے کی وجہ سے بھی ہوسکتی ہیں۔بہرحال نتیجہ ظاہر ہے جو ہمیں نظر آرہا ہے۔اب (-) بیشک اپنے نظریات رکھتے تھے یا رکھتے ہیں اور یہ انفرادی نظریات ہیں لیکن قوم یہ نہیں کہتی کہ (-) کے ذاتی نظریات ہیں قوم ان (-) کی طرف دیکھتی ہے۔اس لئے ان کے

پیچھے چلنے والے غلط نظریات کی وجہ سے یا تفسیروں کے نہ سمجھنے کی وجہ سے اعلیٰ تعلیم کے باوجود فائدہ اٹھانے والے نہیں بن سکے بلکہ نقصان اٹھا رہے ہیں اور اس وجہ سے قوم میں برائیاں پیدا ہوگئیں۔ بعض غلط نظریات رواج پا گئے جن کا (دین) کی تعلیم سے واسطہ ہی نہیں ہے۔ ماحول کا اثر ہوگیا۔ دوسرے مذاہب کا اثر ہوگیا۔ تمدن کا اثر ہوگیا جس کو غلط رنگ میں مذہب کا حصہ سمجھ لیا گیا۔ تو بہرحال نقائص پیدا ہوئے۔

اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ ہم حضرت مسیح موعود کی جماعت میں شامل ہیں اور ان پرانی روایات یا حکمت سے عاری روایات یا تفاسیر کا ہم پر اثر نہیں ہوسکتا اور نہیں ہونا چاہئے لیکن پھر بھی ہم پورے طور پر محفوظ اس لئے نہیں کہ اپنے نظریات کو رکھنے والے لوگ جماعت میں شامل ہوتے ہیں جو بعض مواقع پر بعض معاملات میں شکوک و شبہات میں پڑ جاتے ہیں یا سمجھتے ہیں کہ اس بات کی اس طرح بھی تشریح کرنے میں کوئی حرج نہیں اور بعض دفعہ بعض نئے آنے والے علماء ہی اپنی سوچ کے مطابق تفسیر کر دیتے ہیں گو کہ منع نہیں ہے، ہونی چاہئے لیکن اس کے لئے کچھ اصول ہیں۔ بہرحال اس غلطی کی وجہ سے پھر ایک غلط نظریہ پیدا ہوسکتا ہے، اس لئے اس برائی سے بچنے کے لئے **علماء کو بھی خلافت اور جماعتی نظام کے تحت ہی اپنے نظریات کا اظہار کرنا چاہئے۔** بیشک ہم غلط نظریات سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے عمومی طور پر پاک ہیں لیکن اپنے آپ کو غلطیوں سے پاک رکھنے کی ضرورت مستقل طور پر ہے اور اس کا طریقہ یہی ہے کہ ہم غیر (از جماعت) کی غلطیوں پر ہمیشہ نظر رکھیں کیونکہ نظر رکھ کر ہی ہم اپنے اندر ان غلطیوں کو داخل ہونے سے روک سکتے ہیں اور قومی نقائص سے بچ سکتے ہیں۔

پھر اس چیز پر بھی ہمیں غور کرنا چاہئے کہ ہمارے اردگرد جو دوسرے مذاہب یا کسی بھی طرح کے لوگ بستے ہیں چاہے کسی مذہب سے تعلق رکھتے ہیں یا نہیں رکھتے، کسی مذہب پر یقین رکھتے ہیں یا نہیں رکھتے، خدا کو مانتے ہیں یا نہیں مانتے اُن میں کون کون سے قومی نقائص ہیں۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 13 صفحہ 77-76)

اس دائرے کو ساتھ کے ملکوں کے قومی نقائص تک بھی وسعت دینی چاہئے بلکہ اب تو دنیا اس قدر قریب ہوگئی ہے کہ تمام دنیا کے رہنے والے ایک دوسرے کی ہمسائیگی کی شکل اختیار کر گئے ہیں۔ یعنی وہ فاصلوں کی دُوری رہی نہیں اور پھر اس کے علاوہ میڈیا نے بھی دُوریاں ختم کر دی ہیں۔ ان کی خوبیاں اور خامیاں سب ہمیں نظر آجاتی ہیں اور ہمسایہ ملکوں کے اثر ایک دوسرے پر پڑتے رہتے ہیں۔ بچے جس ماحول میں رہتے ہیں اس ماحول کے ہمسایوں کا اثر بھی ان بچوں پر ہو رہا ہوتا ہے۔ ماں باپ چاہے بچوں کو سکھاتے رہیں لیکن جہاں بھی کمزوری ہوتی ہے اس سکھانے کے باوجود بھی ماحول کا اثر ہو جاتا ہے۔ پھر یہ بھی ہے کہ بچوں نے زیادہ وقت سکول میں اور اپنے دوسرے دوستوں کے ساتھ کھیلنے میں گزارنا ہے یا گھروں میں خود ہی اس زمانے میں ایسے دوست مل جاتے ہیں جو ٹی وی کے ذریعے سے داخل ہوگئے ہیں جو بچوں اور بڑوں سب پر یکساں اثر انداز ہو رہے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہے کہ بچے ماں باپ کی بات سننا نہیں چاہتے اور ماں باپ اپنی مصروفیات کی وجہ سے یا اور وجوہات کی وجہ سے خود بھی بچوں سے فاصلے پیدا کرتے چلے جا رہے ہیں اور پھر ایسے بھی ہیں جو گھروں میں ان ذریعوں سے ٹی وی وغیرہ کے ذریعہ سے خود ہی اپنے ماحول کو خراب کر رہے ہیں اور پھر بہرحال نتیجہ اس کا یہ نکلتا ہے اور نکل رہا ہے کہ ماں باپ بچوں پر ظلم کرنے لگ جاتے ہیں اور بچے ماں باپ کی عزت و احترام نہیں کرتے۔ کہہ دیتے ہیں کہ اس ماحول میں ایسے ہی رہنا ہے اگر یہاں آئے ہو تو اس طرح گزارا کرنا پڑے گا۔ اور یہ پھر فردی برائیاں نہیں رہتیں۔ یہ قومی برائیاں بنتی چلی جارہی ہیں۔ گھر برباد ہو رہے ہیں۔ ماں باپ بچوں کا روحانی قتل بھی کر رہے ہیں اور جسمانی قتل بھی کر رہے ہیں۔ مغربی معاشرہ تو آزادی کے نام پر ایک تباہی کی طرف جا ہی رہا ہے اور یہ قومی بدی ہے لیکن اس کی لپیٹ میں بعض احمدی بھی آ رہے ہیں۔ اس سے پہلے کہ یہ قومی برائی بنے اور وسیع طور پر پھیل جائے اور حضرت مسیح موعود کو ماننے کے بعد ہم پھر جہالت میں واپس چلے جائیں ہمیں قوم کی حیثیت سے ان باتوں سے بچنے کے لئے کوشش کو تیز تر کرنے کی ضرورت ہے۔

پس جماعت احمدیہ کے نظام کے تمام حصے اس بات پر غور کرنے کے لئے سر جوڑیں۔ منصوبہ بندی کریں اور اگر کوئی بھی برائی ہے تو اس سے پہلے کہ خدانہ کرے ہم میں بحیثیت قوم مغربی ملکوں کی بیماریاں داخل ہو جائیں اس کا ابھی سے خاتمہ کرنے کی کوشش کریں۔ ہم نے دنیا کے علاج کا بیڑا اٹھایا ہے۔ ہم نے یہ وعدہ کیا ہے، یہ اعلان کیا ہے کہ ہم دنیا کا علاج کریں گے۔ اگر علاج کرنے والے ہی مریض بن گئے تو دنیا سے فردی اور قومی برائیاں اور بدیاں کون دور کرے گا؟

پھر اس بات کو بھی سامنے رکھ کر غور کرنا چاہئے کہ کسی قوم میں اپنے مخصوص حالات کی وجہ سے بعض نیکیاں بھی پیدا ہوسکتی ہیں اور بعض کمزوریاں بھی پیدا ہوسکتی ہیں۔ اس کی مثال حضرت مصلح موعود نے یہ دی ہے کہ ہماری جماعت اللہ کے فضل سے ہر جگہ پھیلی ہوئی ہے اور اللہ تعالیٰ دُور دُور کے لوگوں کے دلوں کو فتح کر رہا ہے۔ اب تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑی وسعت مل چکی ہے ......۔ اب عموماً تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کے سینٹر بھی ہیں اور (بیوت) بھی ہیں جہاں احمدی باجماعت نماز پڑھ سکتے ہیں یا پڑھتے ہیں لیکن ابھی بعض علاقے ایسے بھی ہیں جہاں ایک ایک دو دو گھر احمدیوں کے ہیں۔ اس لئے وہ گھروں میں نماز پڑھ لیتے ہیں۔ بجائے اس کے کہ اکٹھے ہو کر نماز پڑھیں، ہر ایک اپنی اپنی نماز پڑھ رہا ہوتا ہے۔ اس طرف میں نے پہلے بھی توجہ دلائی تھی کہ گھروں میں بھی باجماعت نماز ادا کر لیا کریں تو کوئی حرج نہیں۔ یا بعض اس بات پر کہ مصروفیت ہے اپنی نماز علیحدہ پڑھ لیتے ہیں۔ بعض کام کی مصروفیت کی وجہ سے نمازیں جمع کر لیتے ہیں تو یہ ساری وجوہات اس لئے ہیں کہ (بیت) جانے کی طرف توجہ نہیں یا بعض علاقوں میں بیت قریب نہیں اور قریب کی جو غیر (از جماعت) کی مسجد ہے اس میں ہمیں جانے کی اجازت نہیں یا بعض اور دوسری وجوہات ہیں۔ اس کی وجہ سے نماز تو بہرحال پڑھ ہی لیتے ہیں لیکن گھر میں پڑھتے ہیں اور نماز باجماعت کی طرف عموماً توجہ نہیں ہے یا یہ بھی ہے کہ نمازیں جمع کرنے کی طرف بلاوجہ زیادہ توجہ ہوگئی ہے۔ باوجود توجہ دلانے کے، بار بار کی تلقین کے باجماعت نماز کے لئے ایک بڑی تعداد کو ذوق و شوق نہیں ہے گویا یہ ایک قومی بیماری بن رہی ہے۔ اس لئے اس کے علاج کی بہت زیادہ شدت سے ضرورت ہے۔ یہ فردی نقص نہیں ہے کہ فلاں شخص (بیت) میں باجماعت نماز پڑھنے نہیں آیا۔ جس طرح عدم توجہی کا اظہار ہو رہا ہے یہ چیز قومی بیماری اور نقص کی شکل اختیار کر گئی ہے۔ حالات کی وجہ سے سہولت نے نماز باجماعت کی اہمیت کو کم کر دیا ہے۔ بیشک احمدی نمازیں گھروں میں پڑھتے ہیں اور ان میں ایسے بھی ہیں، بہت سے ایسے ہیں جو بڑے گریہ وزاری سے گڑگڑا کر نمازیں پڑھتے ہیں جبکہ دوسرے (-) کی اکثریت ایسی توجہ سے شاید نماز نہ پڑھتے ہوں لیکن پھر بھی وہ جو نمازیں پڑھنے والے ہیں چاہے ظاہرداری کے لئے سہی (بیت) میں جا کر نماز ضرور پڑھتے ہیں۔ (ماخوذ از خطبات محمود جلد 13 صفحہ 79-78)

اور اب تو پاکستان سے بھی یہی خبریں آتی ہیں کہ غیر (از جماعت) میں مساجد جانے کا رجحان بہت زیادہ بڑھ گیا ہے۔ جہاں یہ تو نہیں پتا کہ نمازیں توجہ سے پڑھتے ہیں کہ نہیں لیکن جاتے ضرور ہیں اور پھر وہاں جماعت کے خلاف غلط اور بیہودہ باتیں بھی سنتے ہیں۔ ان کی وجہ سے ان میں نفرتیں بھی پیدا ہو رہی ہیں۔ تو برائیاں تو بہرحال ان میں پیدا ہو رہی ہیں لیکن ایک چیز ہے کہ مساجد میں جاتے ہیں۔ ہم نے (بیت) میں اگر جانا ہے تو برائیوں کو دور کرنے کے لئے جانا ہے۔ اس لئے ہمارے جانے میں اور ان کے جانے میں بہت فرق ہے۔ لیکن ان کو اس طرف توجہ ہو چکی ہے اور ہماری اس طرف توجہ میں بہت کمی ہے۔

پس ہمیں اس طرف توجہ دینی چاہئے کہ (بیوت) کو آباد تو حقیقی مومنوں نے کرنا ہے اور حقیقی مومن وہی ہیں جنہوں نے زمانے کے امام کو مانا ہے، نہ کہ عبادت کے نام پر فتنہ و فساد کرنے والوں نے۔ من

حیث القوم (بیت) میں جا کر نماز نہ پڑھنے یا نمازیں جمع کرنے کا نقص مزید بڑھنے کا خطرہ اور امکان اس وقت بڑھ جاتا ہے جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ بچوں کے ذہنوں میں اس کی اہمیت کم ہوتی جا رہی ہے **اور بعض بچے اپنے ماں باپ کی حالت دیکھ کر یہ کہنے بھی لگ گئے ہیں کہ دن میں تین نمازیں ہوتی ہیں۔ جب کہو کہ پانچ ہوتی ہیں تو کہہ دیتے ہیں کہ ہم نے تو اپنے ماں باپ کو تین نمازیں ہی پڑھتے دیکھا ہے۔** پس اس بارے میں ہر جگہ غور اور منصوبہ بندی کی ضرورت ہے۔ نہیں تو اگلی نسل میں یہ قومی بدی بن جائے گی۔ اپنے ماحول پر نظر ڈال کر جیسا کہ مَیں نے کہا ہمیں وسیع تر منصوبہ بندی کرنے کی ضرورت ہے۔ آج دنیا کی جو حالت ہے کہ خدا سے اور دین سے دُور ہٹ رہے ہیں اگر ہم نے شدت کے ساتھ کوشش نہ کی تو مختلف قسم کی بدیاں ہمارے اندر داخل ہونا شروع ہو جائیں گی۔ ایک بدی کے بعد پھر دوسری بدی بھی آتی ہے۔ نام کا دین رہ جائے گا۔ روح نہیں رہے گی۔ اگر کسی علاقے میں کوئی وبا پھوٹے، کوئی بیماری کی صورت ہو تو ہم فوراً فکرمند ہو جاتے ہیں اور اس کے حفظ ماتقدم کے طور پر احتیاطی تدابیر شروع کر دیتے ہیں تو اس معاشرے میں رہتے ہوئے روحانی بیماریوں کے خطرے کو دُور کرنے کے لئے ہمیں کس قدر کوشش کرنی چاہئے۔ بلکہ جیسا کہ مَیں نے کہا اب تو دنیا ایک ہو گئی ہے اور بدیوں اور برائیوں کی متعدی مرض کے دور کرنے کے لئے تو پھر اور بھی زیادہ کوشش کی ضرورت ہے۔ جو حفظ ماتقدم کرتے ہیں، علاج کراتے ہیں، بچاؤ کے ٹیکے لگواتے ہیں وہ ظاہری بیماریوں سے دوسروں کی نسبت زیادہ محفوظ رہتے ہیں۔

پس اپنے آپ کو روحانی بیماریوں سے محفوظ رکھنے کے لئے جیسا کہ میں نے کہا ہر سطح پر قومی سوچ کے ساتھ حفظ ماتقدم کی ضرورت ہے۔ ان غلط عقائد اور عملوں کی تبدیلی کی وجہ سے جو (-) نے امت میں پیدا کر دیئے (-) کا ایک بہت بڑا حصہ باوجود کامل تعلیم کے گمراہ ہو گیا ہے۔ اب ہمیں اپنی اصلاح کے بعد مستقل طور پر گمراہی سے بچنے کے لئے بہت زیادہ کوشش کی ضرورت ہے۔ چند مثالیں میں نے دی ہیں۔ ہمیں غور کرتے رہنا چاہئے کہ کہاں کہاں دوسرے (-) میں نقائص پیدا ہوئے اور وہ گمراہ ہوئے اور ہم نے کس طرح ان سے بچنا ہے۔ حضرت مسیح موعود کو مان کر پھر آپ کی تعلیم کو جاننا اور اس پر عمل کرنا بھی بہت ضروری ہے۔ حالات کے ساتھ اپنے آپ کو اس دھارے میں بہانے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ حالات کو اپنی تعلیم کے مطابق ڈھالنا ہمارا کام ہے۔

خلافت کے ساتھ تعلق مضبوط کرنے کی ضرورت ہے۔ اس زمانے میں ایم ٹی اے اور جماعت کی ویب سائٹ بھی اللہ تعالیٰ نے ہمیں مہیا فرمائی ہیں ان سے منسلک رہنا بھی بہت ضروری ہے بجائے اس کے کہ اُوٹ پٹانگ چیزیں دیکھیں کہ اس ذریعہ سے حقیقی قرآنی تعلیم اور حضرت مسیح موعود کے علم و عرفان کا ہمیں پتا چلتا ہے۔ ان ذریعوں سے یہ حقیقی (دینی) تعلیم ہمیں ملتی ہے۔ پس اس کے ساتھ ہمیں جڑے رہنے کی ضرورت ہے۔ یہ بات ہمیں یاد رکھنی چاہئے کہ (مومنوں) کو قرآن کریم جیسی کتاب ملی جیسا کہ پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے لیکن پھر بھی ان میں ایسی غلطیاں پیدا ہو گئیں جن کی وجہ سے ان میں مخصوص امراض کا پیدا ہو جانا لازمی تھا۔ چنانچہ جو سب سے بڑی بات ان میں قومی بدی پیدا کرنے کا باعث بنی وہ (-) کا یہ یقین تھا کہ قرآن کریم نہایت مکمل کتاب ہے اور اس میں تمام باتوں کا ذکر موجود ہے اور اوّل سے آخر تک انسانوں کی ہدایت کا موجب ہے۔ پس ان باتوں سے بظاہر تو یہ لگتا ہے کہ قرآن کریم کی خوبی کو عیب بتایا جا رہا ہے۔ کیونکہ اس کے باوجود (-) میں غلط اثر قائم ہوا۔ مگر اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ دراصل یہ ہے تو خوبی مگر اس کو غلط طور پر سمجھنے کی وجہ سے .... میں بہت بڑا عیب پیدا ہو گیا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ قرآن کریم مکمل کتاب ہے اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ یہ قیامت تک کے لئے ہدایات نامہ ہے جس میں تمام اعلیٰ تعلیمیں جمع کر دی گئی ہیں مگر اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ جو انسانی دماغ کا خالق ہے وہ یہ بھی جانتا تھا کہ دماغ کی یہ خاصیت ہے کہ اگر اسے سوچنے کی عادت نہ ڈالی جائے تو یہ مردہ ہو جاتا ہے اور اس میں ترقی کرنے والی کیفیت باقی نہیں رہتی۔ اس لئے گو قرآن کو اس نے کامل بنایا مگر ہر حکم جو اس نے دیا اس کا ایک حصہ انسان کے دماغ کے لئے چھوڑ دیا۔ کچھ اصول بنائے جو واضح اور ظاہری ہیں اور کچھ ایسی باتیں ہیں جن پر غور کرنے کی ضرورت ہے تا کہ انسان خود تلاش کرے تا کہ انسان کا دماغ ناکارہ نہ ہو جائے۔ اس لئے قرآن کریم ایسے الفاظ اور عبارت میں نازل کیا گیا ہے کہ ان پر غور کر کے معارف پر اطلاع ہوتی ہے، اس کی گہرائی کا پتا چلتا ہے ورنہ اگر سب کو یکساں فائدہ پہنچانا مدنظر ہوتا تو قرآن کریم میں یہ مضمون ایسا کھلا کھلا ہوتا کہ ہر شخص خواہ غور کرتا یا نہ کرتا ان مضامین سے آگاہ ہو جاتا۔ اس سے الٰہی منشاء یہی ہے کہ انسانی دماغ معطل اور بیکار نہ ہو اور اس کے نہ سوچنے کی وجہ سے نشوونما رُک نہ جائے۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 13 صفحہ 80)

لیکن یہ بھی واضح ہو کہ اس کے کچھ اصول وضوابط ہیں جیسا کہ پہلے بھی مَیں نے کہا ہے اور اس زمانے میں ان کی رہنمائی کے لئے ہمیں حضرت مسیح موعود نے بہت سے اصول بتا دیئے ہیں، خود واضح تفسیر کر کے بتا دی ہے جن کو ہمیں سامنے رکھنا چاہئے اور اس کے مطابق قرآن کریم میں سے نئے نئے نکات تلاش کرنے چاہئیں۔ دوسرے (-) کی طرح اگر صرف پرانی تفسیروں سے ہم چمٹے رہیں تو وہ معارف اور راستے بھی نہیں کھلیں گے جن کی حضرت مسیح موعود نے رہنمائی فرمائی ہے۔ آجکل تو غیر (از جماعت) میں بھی جو مفسر بنتے ہیں، بڑے ڈاکٹر ہیں، علماء ہیں وہ بھی جماعتی لٹریچر اور تفسیریں پڑھ کر اپنے درس دیتے ہیں بلکہ بعض ایسے بھی علماء ہیں جو تفسیر کبیر پڑھ رہے ہوتے ہیں۔ بہرحال قرآن کریم ایک کامل اور مکمل کتاب ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں اس میں سب کچھ ہے۔ لیکن اس کو پڑھ کر غور کرنے والے اور اس کی تعلیم کے مطابق عمل کرنے والے کو ہی ہدایت نصیب ہوتی ہے۔ صرف ایک بات کو لے کر کہہ دینا کہ ہدایت مل گئی یہ کافی نہیں ہے بلکہ ہر بات پر عمل کرنا ضروری ہے۔ اس سے قومی اور فردی برائیوں اور خوبیوں کا پتا چلتا ہے۔ اس کتاب میں اللہ تعالیٰ نے آخرین کی تعلیم کے لئے اور ان کی سوچوں کو وسیع کرنے اور روشنی دکھانے اور قرآن کریم کو سمجھنے کے لئے اپنا ایک فرستادہ بھیجنے کا بھی اعلان فرمایا۔ .... ہم صرف ظاہر پر ہی اکتفا نہ کریں بلکہ (دین) کی تعلیم کی روح کو سمجھتے ہوئے ہر برائی کو قومی برائی بننے سے پہلے دور کرنے والے ہوں اور ہر نیکی کو قومی نیکی بنا کر پوری جماعت میں اس کو رائج اور لاگو کرنے والے ہوں۔ ہمیشہ ایسا ماحول میسر رکھنے والے ہوں اور اس کو آگے اپنی نسلوں میں منتقل کرنے والے ہوں جس سے بدیاں نہ پھیلیں بلکہ خوبیاں اور نیکیاں پیدا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

آج نماز کے بعد میں دو حاضر جنازے پڑھاؤں گا اور دو جنازہ غائب ہوں گے۔

حاضر جنازوں میں سے مکرمہ رضیہ مسرت خان صاحبہ اہلیہ مکرم عبداللطیف خان صاحب (ہونسلو) کا جنازہ ہے۔ لطیف خان صاحب سیکرٹری رشتہ ناطہ ہیں۔ 11 فروری 2015ء کو اُناسی سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی۔ آپ حضرت محمد ظہور خان صاحب (رفیق) حضرت مسیح موعود کی بہو اور صوبیدار کرم بخش صاحب کی بیٹی تھیں۔ 1962ء میں انگلستان آئیں۔ 1975ء میں دو سال صدر لجنہ ہونسلو اور پھر لمبا عرصہ ہونسلو میں لجنہ کی سیکرٹری ضیافت کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ مہمانوں کے علاوہ جماعتی پروگرام کے مواقع پر اپنی ٹیم کے ہمراہ نہایت خوشدلی سے مہمان نوازی کیا کرتی تھیں۔ ہونسلو میں احمدی بچے بچیوں کے علاوہ غیر از جماعت احباب کے بچوں کو بھی قرآن کریم ناظرہ پڑھانے کی توفیق پائی۔ آپ انتہائی خوش اخلاق، ملنسار، مہمان نواز، نیک، مخلص خاتون تھیں۔ خلافت سے اخلاص و وفا کا تعلق تھا۔ بچوں کی اچھی تربیت کی۔ کسی نہ کسی رنگ میں آپ کے بچے دین کی خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ آپ کے شوہر کے علاوہ دو بیٹیاں اور چار بیٹے آپ کی یادگار ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے ظہیر خان صاحب صدر جماعت ہونسلو ہیں اور نائب افسر جلسہ گاہ کی حیثیت سے بھی کام کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ

کے درجات بلند فرمائے۔

دوسرا جنازہ عزیزم عامر شیراز صاحب ابن مکرم شاہد محمود صاحب (ماڈرن ساؤتھ) کا ہے۔ 12 فروری 2015ء کو بعارضہ کینسر 29 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ حضرت مسیح موعود کے (رفیق) حضرت مستری حسن دین صاحب مرحوم ان کے پڑدادا اور حکیم جلال الدین صاحب ان کے والد کے پڑنانا تھے۔ اپنے حلقے میں خدمت کے علاوہ جلسہ سالانہ پر خدمت خلق کی اور سیکیورٹی کی ڈیوٹی بڑے شوق سے دیا کرتے تھے۔ بڑے خوش اخلاق، ملنسار اور مخلص نوجوان تھے۔ پسماندگان میں والدین کے علاوہ اہلیہ اور اڑھائی سالہ بچی یادگار چھوڑی ہیں۔ عزیز مرحوم کو کینسر تھا اور بڑا لمبا عرصہ بڑی تکلیف دِہ بیماری کو انہوں نے بڑے ہنستے ہوئے گزارا ہے۔ میرے پاس بھی انتہائی بیماری کی حالت میں آئے۔ جب بھی آتے تھے تو مسکرا رہے ہوتے تھے۔ بہت پیارے بچے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور پیار کا سلوک فرمائے۔ اپنی رحمت کی چادر میں ڈھانپ لے۔ ان کی بیوی اور بیٹی کو بھی اپنی حفظ وامان میں رکھے اور صبر عطا فرمائے۔ ان کے والدین کو بھی صبر وحوصلہ عطا فرمائے۔

جنازہ غائب میں پہلے مکرم الحاج رشید احمد صاحب کا جنازہ ہے جن کی وفات ملواکی امریکہ میں 7 فروری 2015ء کو ہوئی۔ ان کی عمر وفات کے وقت 91 سال تھی۔ مرحوم امریکہ کے شہر سینٹ لوئس میں 1923ء میں پیدا ہوئے۔ 1947ء میں بیعت کر کے احمدیت میں داخل ہوئے۔ بیعت کرنے کے دو سال بعد 1949ء میں دینی تعلیم حاصل کرنے کے لئے ربوہ چلے گئے جہاں خود حضرت مصلح موعود نے آپ کا ریلوے سٹیشن جا کر استقبال کیا۔ انہوں نے جامعہ احمدیہ میں پانچ سال تعلیم حاصل کی پھر باقاعدہ (مربی) بنے۔ پاکستان میں قیام کے دوران اردو اور پنجابی زبان پر عبور حاصل کیا۔ امریکہ سے سب سے پہلے جامعہ احمدیہ میں بطور طالبعلم داخل ہونے کا اعزاز حاصل ہوا۔ اسی طرح ربوہ میں پانچ سال قیام کے دوران آپ کو حضرت مصلح موعود کی خاص رفاقت بھی نصیب ہوئی۔ حضور نے آپ کا رشتہ (مربی) احمدیت حاجی ابراہیم خلیل صاحب کی صاحبزادی مکرمہ سارہ قدسیہ صاحبہ سے کروادیا جن کے بطن سے آپ کے ہاں تین بچے ہوئے۔ ایک بیٹے کی وفات ہو چکی ہے۔ ایک بیٹا اور ایک بیٹی آپ کی اس پہلی شادی سے حیات ہیں۔ امریکہ میں رہتے ہیں۔ 1955ء میں جامعہ احمدیہ سے فارغ ہونے کے بعد آپ کو امریکہ میں بطور (مربی) بھجوایا گیا۔ **حضرت مصلح موعود نے آپ کی ربوہ سے روانگی کے وقت اپنے دست مبارک سے آپ کو ایک نصیحت فرمائی اور ایک پگڑی کا کُلاہ جس میں حضرت مسیح موعود کے کپڑے کا ایک ٹکڑا سلا ہوا تھا آپ کو بطور تحفہ عطا فرمایا** جو ابھی تک آپ کے پاس موجود تھا۔ اب آپ کے بچوں کے پاس ہے۔ جماعت احمدیہ امریکہ کے سب سے پہلے مقامی امریکن مشنری تھے۔ آپ نے امریکہ میں شکاگو، سینٹ لوئس اور دوسرے شہروں میں بطور مشنری کے علاوہ امیر جماعت امریکہ کی حیثیت سے بھی خدمات سرانجام دیں۔ اس کے علاوہ آپ ایک لمبا عرصہ صدر ملواکی جماعت اور مختلف مرکزی عُہدوں پر خدمت کی توفیق پاتے رہے۔ دوسری شادی آپ کی سینٹ لوئس کے سابق صدر جماعت مکرم خالد عثمان صاحب کی بیٹی عزیزہ احمد سے ہوئی جن سے آپ کے دو بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں۔ آپ کو (دعوت الی اللہ) کا جنون کی حد تک شوق تھا۔ کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے تھے۔ آپ کے دورِ صدارت میں جماعت ملواکی کی امریکن احمدیوں پر مشتمل ایک بڑی جماعت کی بنیاد پڑی جو امریکہ کی دوسری جماعتوں کے مقابل پر اکثریت میں ہے۔ 1998ء میں انہیں حج کی سعادت حاصل ہوئی۔ ملواکی میں جماعت کے علاوہ دیگر مذاہب کے لوگوں میں بھی مقبول تھے۔ 20 سال سے ٹی وی کے ایک پروگرام، (دین) لائیو، پر باقاعدہ آ رہے تھے۔ آپ نے اپنی زندگی کے آخری لمحات تک جماعت کے ہفتہ وار (دعوت الی اللہ) سٹال پر باقاعدگی سے جانا اختیار کئے رکھا۔ وفات سے قبل جب تک ہوش میں تھے آپ نرسوں کو بھی (دعوت الی اللہ) احمدیت کرتے رہے۔ 86-1985ء میں انہوں نے شہر کی مشہور یونیورسٹی ’’یونیورسٹی آف وسکانسن (University of Wisconsin) میں عام (-) کے لئے ایک بڑے جلسے کا اہتمام کیا۔ موصوف نے یونیورسٹی آف وسکانسن کے نوجوانوں کے ساتھ بھی رابطہ رکھا ہوا تھا۔ باقاعدگی سے کیمپس میں تقاریر کیا کرتے تھے۔ ہزاروں کی تعداد میں طلباء کو (دین) کی پُرامن تعلیم سے آگاہ کیا۔ مرحوم باقاعدگی سے متعدد لوکل اور سٹیٹ لیڈرز کے ساتھ بھی رابطہ رکھتے تھے۔ اتوار کے روز عام لوگوں کے لئے میٹنگ رکھتے جن میں احمدی احباب کے علاوہ مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والے دوسرے احباب بھی آتے اور ان کی باتوں سے مستفیض ہوتے۔ دوستوں کے اظہار پر اور مرکز کی اجازت سے آپ نے اپنی یادداشتوں کو جن میں حضرت مصلح موعود کی رفاقت خاص میں پاکستان کے مختلف مقامات کے سفروں پر جانے اور سوال وجواب کی مجالس میں بیٹھنے اور باقاعدہ طور پر نوٹ بک میں نوٹس کو درج کرنا شامل تھا اس کو کتابی صورت میں طبع کروانا تھا۔ اس غرض کے لئے کئی سالوں کی محنت کے بعد یہ کتاب تیار ہوئی اور اب مرکز کی منظوری سے شائع ہونے والی ہے۔

مربی سلسلہ ملک فاران ربانی لکھتے ہیں کہ نو ماہ قبل بطور (دعوت الی اللہ) یہاں میری آپ سے پہلی ملاقات ہوئی۔ میری عمر کم ہونے کے باوجود آپ نہایت محبت سے ملے۔ پھر جب میں نے آپ سے جماعت ملواکی میں بعض پروگراموں کے متعلق مشورہ کرنا چاہا تو اردو میں مجھے مخاطب ہو کر کہا ’’مولانا صاحب! آپ خلیفہ وقت کے نمائندے ہیں آپ جو کہیں گے ہم نے صرف اطاعت کرنی ہے‘‘ اور بڑا اطاعت کا جذبہ ان میں تھا۔ شمشاد صاحب بھی لکھتے ہیں کہ امریکہ آیا تو ہمیشہ میں نے انہیں حضرت مصلح موعود کی باتیں سناتے ہوئے پایا۔ اپنی زندگی کو بھی انہوں نے حضرت مصلح موعود کے ارشادات کے مطابق ڈھالا ہوا تھا۔ گزشتہ جلسہ سالانہ پر ان کی تقریر بھی حضرت مصلح موعود کی یادوں کے بارے میں تھی اور یہ کہ آئندہ اور موجودہ نسلوں کو ان یادوں کے ذریعہ کیا پیغام دیں گے۔ احمدیت اور خلافت کے دفاع میں یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ آپ ہمیشہ احمدیت کی (دعوت)، دفاع اور خلافت کے لئے ایک ننگی تلوار تھے۔ آپ ہمیشہ احمدیت کی (دعوت الی اللہ) میں سرگرم رہتے تھے۔ بڑھاپے کی عمر میں بھی جبکہ جسم ناتواں اور نحیف تھا آپ اکیلے ہی (دعوت الی اللہ) کیا کرتے تھے اور مسٹر (دعوت الی اللہ) کے نام سے مشہور تھے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہاں کافی لوگ ان کے جنازے میں شامل ہوئے۔

اور یہ جنازہ غائب حسن عبداللہ صاحب آف ڈیٹرائٹ کا ہے۔ یہ بھی امریکن ہیں۔ 30 جنوری 2015ء کو ان کی وفات ہوئی۔ 26 ستمبر 1929ء کو ایک عیسائی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ ان کا پیدائش کا نام ولیم ہنری تھا۔ 1970ء کی دہائی میں ایک احمدی برادرم مکرم وہاب صاحب جو کہ ان کے کلاس فیلو تھے ان کے ذریعے انہوں نے احمدیت قبول کرنے کی سعادت پائی۔ قبول (احمدیت) کے بعد ان کا نام حسن عبداللہ رکھا گیا۔ مرحوم بہت خوبیوں کے مالک ایک فدائی احمدی تھے۔ قرآن کریم سے بہت محبت تھی۔ روزانہ تلاوت کرنا ان کا معمول تھا۔ بتایا کرتے تھے کہ وہ سورۃ کہف کی پہلی اور آخری دس آیات مستقل تلاوت کیا کرتے ہیں۔ نماز جمعہ باقاعدگی سے ادا کیا کرتے تھے۔ سب سے پہلے (بیت) آ کر اپنی خوبصورت آواز میں (نداء) دیتے۔ نماز جمعہ کے لئے بہت پہلے آ کر نوافل اور تلاوت قرآن کریم کرتے۔ بہت صاف ستھرا لباس زیب تن کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ بیمار ہو گئے تو گھر جانے کی بجائے ہسپتال سے ہی سیدھے جمعہ کے لئے یہ (بیت) میں آ گئے۔ ڈیٹرائٹ میں (بیت) کو آگ لگ گئی تھی اور دوبارہ تعمیر کی گئی تو اس دوران انہوں نے نہایت اخلاص سے افراد جماعت کے لئے اپنا گھر پیش کئے رکھا تا کہ وہ نماز جمعہ ان کے گھر میں ادا کرتے رہیں۔ سلسلہ کی کتب ورسائل بہت شوق سے پڑھتے۔ آپ ان خاص لوگوں میں سے تھے جن کی روحوں میں سچائی کے لئے ایک تڑپ تھی اور اسی وجہ سے حضرت مسیح موعود کے پیغام کو قبول کرنے کی توفیق پائی اور آخری لمحے تک اپنے عہد بیعت کو نبھایا۔ ان کی اہلیہ وفات پا چکی ہیں۔ بچے تو ان کے احمدی نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب مرحومین سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ ان کے درجات بلند فرمائے۔

☆......................☆......................☆......................☆

مکرمہ آنسہ محمود صاحبہ

میرے نانا جان محترم راجہ محمد مرزا خان صاحب

میرے نانا جان، ہم سب فیملی کے ''ابا جی'' اور محترم راجہ منیر احمد خان صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ جونیئر سیکشن ربوہ کے والد محترم راجہ محمد مرزا خان صاحب تا وقتِ وفات اپنے خاندان کے واحد احمدی تھے۔ آپ نے اپنے افرادِ خاندان اور وسیع برادری کو چشمۂ احمدیت سے سیراب کرنے کی ہر ممکن کوشش کی لیکن بد قسمتی سے یہ لوگ اس سے محروم رہے تاہم پیارے ابا جی کی دعوت الی اللہ سے کئی دیگر افراد اور خاندان حلقہ بگوش احمدیت ہوئے نیز آپ نے شبینہ دُعاؤں اور اعلیٰ تربیت سے اپنی اولاد کو احمدیت اور نظامِ خلافت کے ساتھ مضبوطی سے وابستہ کر دیا۔

ابا جی ریاء سے پاک، باخدا، بارعب، کم گو، زاہد و عابد بزرگ شخصیت کے مالک تھے۔ آپ خاموشی سے غرباء کی امداد کرنے والے اور تمام چندوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے تھے۔ کئی بیوت الذکر کی تعمیر میں آپ کی مساعی اور مالی قربانی شامل ہے۔

آپ کا احمدیت کے ساتھ اس قدر فدائیت کا تعلق تھا کہ باقاعدگی کے ساتھ **قرآن کریم کی پُرسوز تلاوت کے ساتھ کتب حضرت مسیح موعود اور جماعتی رسائل اور بالخصوص روزنامہ الفضل کا مطالعہ آپ کا معمول تھا** نیز آپ MTA پر ہر خطبہ جمعہ، جلسہ جات کے خطابات اور دیگر پروگرامز اتنے زیادہ دیکھتے اور سنتے تھے کہ اکثر ہمیں آپ کے لب و لہجہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی طرزِ گفتگو کی جھلک محسوس ہوتی تھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے بھی انتہائی محبت و عقیدت تھی۔

ابا جی کے گھر کی ایک بہت اہم بات یہ تھی کہ جب بھی نماز کا وقت ہوتا تو گھر کے تمام افراد کی دُنیاوی مصروفیات ختم ہو جاتیں، تمام مرد بیت الذکر چلے جاتے اور گھر کی خواتین گھر پر ہی نماز ادا کرنے میں مصروف ہو جاتی تھیں جس کا اثر یوں ہوتا کہ ابا جی کے گھر کوئی مہمان نماز کے وقت میں آتا ہی نہیں تھا اور اگر آ بھی جاتا تو وہ بھی شریکِ نماز ہوتا۔

آپ کی بارعب شخصیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ ہمیں ملاقات سے پہلے اپنا جائزہ لینا پڑتا تھا کہ کیا ہم مکمل حیادار لباس میں ہیں یعنی ہاف بازو تو نہیں پہن رکھے یا سر سے دوپٹہ اُترا ہوا تو نہیں ہے یا میک اپ زیادہ تو نہیں کیا ہوا وغیرہ وغیرہ اور پھر سلام کر کے ہم ادب و احترام کے ساتھ نظریں جھکائے اُن کے سامنے بیٹھ جاتے تھے۔ وہ خود حال احوال پوچھتے تو ہم جواب دیتے کیونکہ ہمیں اُن کے سامنے اُن سے یا آپس میں کوئی بات کرنے کی جرأت نہیں ہوتی تھی۔ مجھے یاد ہے کہ ایک دن خاکسارہ نے اپنی والدہ سے سوال کیا تھا کہ ہم نے ابا جی کو کبھی بھی کسی کو مارتے، ڈانٹتے یا اونچی آواز میں بات کرتے نہیں دیکھا پھر ہمیں اُن سے اتنا ڈر کیوں لگتا ہے۔ اِس پر میری والدہ نے مجھے سمجھایا کہ نہیں! یہ ڈر نہیں ہے یہ تو ادب اور احترام ہے جو اُن کی دُعا گو بارعب شخصیت کا اثر ہم سب کے دلوں میں ہے۔

ابا جی اپنے گھر کی خواتین کے پردہ کے بارہ میں بہت حساس تھے۔ ہماری والدہ بتاتی ہیں کہ انہوں نے بارہ سال کی عمر میں برقع پہن لیا تھا اور شروع سے ہی گھر میں نامحرم لڑکوں کا داخلہ منع تھا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہمارے خاندان میں ابھی تک نامحرم رشتہ دار لڑکوں سے بے تکلف ہونے کا تصور بھی نہیں ہے۔

آپ کی حیادار طبیعت کا رعب خاندان کی خواتین پر تو تھا ہی لیکن مرد بھی اس سے باہر نہیں تھے۔

آپ کی ایک اور ادا جو شاید ہم کبھی نہ بھولیں وہ یہ تھی کہ ہر عید کی نماز کے بعد وہ اپنے کمرہ کے باہر عیدی دینے کے لئے ہمارا انتظار کرتے۔ جس کا انتظار ہمیں بھی ہوتا تھا کہ ہم جلد از جلد اُن کے پاس پہنچیں اور اپنی اپنی عیدی وصول کریں۔ پھر ہر بچہ جو اپنے سالانہ امتحان میں کامیاب ہوتا تھا وہ ابا جی سے انعام ضرور پاتا تھا۔

ابا جی کی عبادتِ الٰہی بھی ہر قسم کے ریاء سے پاک تھی۔ آپ اپنی عبادات اور نوافل بند کمرہ میں ادا کرتے تھے۔ جن کو اُن کے انتہائی قریبی لوگ ہی جان سکتے تھے۔ ایک دفعہ ہمارے بڑے بھائی جان کافی مشکل میں پھنس گئے۔ ہماری والدہ جب اُن سے ملاقات کے لئے گئیں تو ابا جی نے ان سے بھائی جان کے بارہ میں دریافت کیا والدہ نے مزید دُعا کی درخواست کی تو فرمانے لگے عاصم (نواسا ابا جی) نے تو میری کمر ہی توڑ دی ہے ان کے اس جملہ کو سن کر ہمیں اندازہ ہوا کہ وہ اپنے کمرہ میں ہمارے بھائی کے بارہ میں متفکر ہو کر اس کے لئے کس قدر توجہ اور سوز سے دعا کرتے ہوں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ کے فضل سے نہ صرف میرے بھائی جان اس مشکل سے بخیر و خوبی نکلے بلکہ ترقیات کی منازل طے کرتے چلے گئے اور اب کینیڈا میں بہترین زندگی گزار رہے ہیں۔

آپ کی خدا رسیدہ شخصیت کو ہر ذی شعور اور صاحبِ فہم انسان فوراً بھانپ لیتا تھا جس کی ایک مثال یہ ہے کہ میرے سسر مرحوم اپنی پہلی ملاقات میں ہی ابا جی سے اس قدر متاثر ہو گئے تھے کہ جب کبھی اُن کو پتہ چلتا کہ ابا جی اُن کے گھر تشریف لا رہے ہیں تو وہ گلی کے موڑ تک جا کر اُن کا استقبال کرتے اور انتہائی ادب اور احترام سے اُن کو اپنے گھر لاتے اور اپنے گھر والوں سے بار بار کہتے کہ آج خدا رسیدہ بزرگ ہمارے گھر تشریف لائے ہیں۔

جب میرا بیٹا پیدا ہوا تھا تو ابا جی صاحب فراش تھے آپ کو اطلاع ہوئی کہ بچے کا نام ''عبد اللہ'' رکھا گیا ہے تو آپ نے بہت پسند فرمایا۔ آپ کی اس نام کی پسندیدگی آپ کی اللہ تعالیٰ سے محبت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ خاکسار سے ابا جی کی آخری بات بذریعہ ٹیلی فون ہوئی تھی۔ آپ کے آخری الفاظ جو مجھے آج بھی یاد ہیں جو مجھ سے کہے تھے السلام علیکم! میں آپ سب کے لئے بہت دعا کرتا ہوں۔ آپ بھی میرے لئے دعا کرنا۔

ابا جی نے اپنی بیماری کے آخری ایام کا بہت بہادری سے مقابلہ کیا اور ہمارے ماموں جان نے دل و جان کے ساتھ شب و روز اُن کی اتنی خدمت کی توفیق پائی کہ اپنے پرائے سب حیران رہ گئے کہ کیا کوئی بیٹا اپنے باپ کی اس قدر بھی خدمت کر سکتا ہے۔ بے شک یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے ابا جی کی تربیت اور ان کا اپنا نصیب ہی تھا جو انہوں نے اپنے اہل و عیال سے آنکھوں کی ٹھنڈک پائی۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ابا جی کی تمام اولاد در اولاد کو اُن کے نقشِ قدم پر چلائے اور اُن کے درجات بلند فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ ترین مقام پر رکھے۔ آمین

☆☆............☆............☆☆

مکرم ملک منور جاوید صاحب

خدا کی راہ میں ایک یادگار سفر

خاکسار اپنی خوش قسمتی پر ناز کرتا ہے کہ خدام الاحمدیہ کے دور میں بھی مجھے خدا نے خدمتِ دین کا موقع دیا۔

خاکسار تیرہ برس قائد ضلع لاہور اور قائد علاقہ رہا۔ میں سیکرٹریٹ میں ملازم تھا میری یہ عادت تھی کہ چھٹی سے ایک گھنٹہ قبل اپنے مددگار سے ایک نان اور چنے منگوا کر کھا لیتا۔ اور چھٹی کے بعد مجالس کے دورہ پر نکل جاتا۔ پھر رات کا پتہ نہیں ہوتا تھا کہ کہاں آئے گی۔

ایک یادگار روح پرور سفر کے واقعہ کے متعلق سوچتا ہوں اور خدا کے فضلوں کو یاد کرتا ہوں یہ ان دنوں کی بات ہے جب قصور ضلع لاہور میں شامل تھا۔ میری عادت تھی کہ کسی نہ کسی مجلس کا دورہ کرتا، ایک دفعہ میں دفتر سے چھٹی کر کے بھلیر ضلع قصور کے دورہ پر چل پڑا، بھائی پھیرو تک تو بس میں چلا گیا لیکن بھائی پھیرو سے بھلیر کا فاصلہ 12، 13 کلو میٹر بنتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو یاد کیا اور پیدل روانہ ہو گیا ان دنوں سواری اتنی عام نہیں تھی گرمیوں کے دن تھے کچے راستے گرد و غبار سے بھر پور تھے، رات تقریباً 9 بجے بھلیر پہنچا، کچھ خدام نے میرے پاؤں دبانے شروع کر دیئے لیکن میں نے سب سے پہلے اپنی بھلیر میں آمد کے بارہ میں آگاہ کیا۔ جب میں اپنے اغراض و مقاصد بتا چکا تو میں نے کہا کہ میں گورنمنٹ کا ملازم بھی ہوں اور صبح بہت ضروری لاہور پہنچنا ہے گاؤں والوں نے کچھ خدام اِدھر اُدھر دوڑا دیئے کہ سائیکل کا پتا کر کے آئیں مگر تھوڑی دیر بعد خدام واپس آ کر کہنے لگے کہ کسی کے پاس سائیکل نہیں ہے پھر ان میں سے ایک آدمی کہنے لگا کہ فلاں آدمی کے گھر سے معلوم کر کے آؤ کہ بڑے والا گدھا گھر ہے کہ نہیں، تھوڑی دیر بعد آدمی نے واپس آ کر کہا بڑے والا گدھا شہر گیا ہوا ہے رات کو اللہ تعالیٰ سے دعائے خیر کر کے سو گیا شدید گرمیوں کے دن تھے صبح سویرے جلدی اٹھ گیا فجر کی نماز پڑھ کر پیدل ہی بھائی پھیرو کی جانب چل پڑا میرے ساتھ کچھ خدام بھی چلنے لگے مگر تھوڑی دور جا کر میں نے خدام سے کہا کہ آپ واپس چلے جائیں میری فکر نہ کریں اللہ فضل کرے گا شدید گرمی گرد و غبار سے بھری ہوئی کچی سڑک تھی راستے میں دعائیں کرتا چلا جا رہا تھا کہ مجھے کچھ گدھوں کے چلنے کی چاپ سنائی دی میں ایک درخت کے نیچے ٹھہر کر گدھوں کا انتظار کرنے لگا جب گدھے پاس آ گئے تو میں نے جیسے سڑک پر کھڑے ہو کر بس روکنے کے لئے ہاتھ کھڑا کرتے ہیں ویسے ہی ہاتھ کھڑا کیا ایک آدمی گدھے پر بیٹھا ہوا تھا باقی آٹھ دس گدھے خالی تھے گدھے والے آدمی نے کہا کہ کیا بات ہے باؤ جی میں نے کہا کہ میں نے بھائی پھیرو جانا چاہتا ہوں گدھے والے نے کہا کہ بیٹھ جاؤ کسی گدھے پر میں نے کہا کہ مجھے بیٹھنا نہیں آتا بیٹھنے میں میری مدد کرو خیر گدھے والا نیچے اترا اور مجھے سوار کروایا۔

اب آپ ذرا اس بات کو سوچیں کہ سفید شرٹ سفید پتلون سر پر جناح کیپ پہنی تھی تھوڑا سا راستہ طے کرنے کے بعد ایک جگہ سے گزرے جہاں پر سکول میں آدھی چھٹی ہوئی تھی بچے میری طرف دیکھ کر تالیاں بجاتے رہے اور سفر گزرتا گیا آخر بخیر و عافیت دس ساڑھے دس بجے بھائی پھیرو پہنچ گیا وہاں سے بس لے کر لاہور کے لئے روانہ ہوا اسی دن شام کو میں نے ڈگری بھی لینی تھی اس طرح خدا کی راہ میں کیا ہوا یہ ایک یادگار سفر بن گیا۔ اب اس سفر کے بارہ میں سوچتا ہوں تو ایک شعر یاد آتا ہے۔

اے جنوں کچھ کام کر　　بے کار ہیں عقلوں کے وار

میں یہ سوچ کر خوش ہوتا ہوں کہ ہمارے عالیشان بزرگوں نے بھی گدھوں پر سفر کیا ہے۔ خدا نے مجھے بھی یہ توفیق عطا فرمائی۔ اللہ کا شکر ہے

معلوماتی خبریں

ملکی اخبارات میں سے

ٹیکنالوجی میلہ "سیبٹ 2015ء" میں حیران کن ایجادات

جرمن شہر ہینوور میں انفارمیشن ٹیکنالوجی کے حوالے سے دنیا کے سب سے بڑے میلوں میں سے ایک "سیبٹ 2015ء" لگا۔ اس میلے میں بعض حیران کن ایجادات واختراعات نمائش کے لئے پیش کی گئیں۔ اس نمائش میں دنیا کے 70 ممالک سے 3300 مختلف کمپنیاں شامل ہوئیں۔ اس میں درج ذیل نمایاں ایجادات شامل ہیں۔

انٹیلی جنٹ یوگا میٹ

ایسے لوگ جو صبح سویرے ورزش کرنے کے عادی ہیں ان کے لئے اس میلے میں ایک سمارٹ میٹ پیش کیا گیا ہے جو دراصل ان کی جسمانی ورزش کے بارے میں معلومات جمع کرتا ہے۔ اس ڈیجیٹل ورک آوٹ اسسٹنٹ میں 6000 سے زائد پریشر سینسر لگے ہیں جو آپ کی طرف سے ایکسر سائز کے دوران لگائے جانے والے پُش اپس، سٹ اپس اور یہاں تک کہ آپ کی سانس کی رفتار تک کا شمار کرتے ہیں اور ان کا ریکارڈ رکھتے ہیں۔ اس میٹ کے ذریعے آپ کو معلوم ہو سکے گا کہ آپ اپنی مرضی کے مطابق جتنی بھی ورزش کررہے ہیں کیا وہ آپ کی ضرورت کے لئے کافی ہے یا یہ کہ کسی خاص ایکسر سائز کے لئے جسمانی طور پر آپ تیار ہیں یا نہیں۔

بچوں کا ڈائنوسار کھلونا

یہ کھلونا آئی بی ایم کے سپر کمپیوٹر 'واٹسن' سے معلومات حاصل کرتا ہے۔ نیویارک میں قائم کمپنی ایلیمنٹل پاتھ کے بانی کے مطابق یہ بچوں کے ساتھ عام بات چیت کرسکتا ہے اور جیسے جیسے بچہ اس کھلونے کو استعمال کرتا ہے یہ کھلونا بھی بچے کے بارے میں سیکھتا ہے۔ مثلاً اگر بچہ بتاتا ہے کہ اسے پیزا پسند ہے یا اسے فٹ بال کھیلنا اچھا لگتا ہے یا یہ کہ اس کے پسندیدہ رنگ کون سے ہیں، تو گنتی سکھانے کی مشق کے دوران یہ فٹبال کے گیند یا پیزا سلائز کا استعمال کرے گا یا کوئی کہانی سناتے ہوئے بچے کے پسندیدہ رنگوں کو شامل کرلے گا۔ یہ بچے کے ساتھ ساتھ بڑا ہوتا ہے اور سمجھتا ہے کہ بچہ الفاظ سیکھنے کے کس درجے پر ہے۔ لہٰذا یہ کھلونا اسے آنے والے وقت کے لحاظ سے معلومات فراہم کرتا ہے۔

ہاٹ پاٹ 1200

ٹیرا ٹیک کمپنی کے تیار کردہ اس ہاٹ پاٹ 1200 تھرماس فلاسک میں آئی فون یا اینڈرائیڈ فون کو چارج کرنے کے لئے USB پورٹ موجود ہے۔ جب اس فلاسک میں 80 ڈگری سینٹی گریڈ تک کوئی گرم مشروب بھرا جاتا ہے تو یہ مشروب کی حدت سے بجلی پیدا کرتا ہے جس سے بیٹری چارج کی جاسکتی ہے۔ اس کی قیمت 60 یورو ہے۔

(روزنامہ نئی بات 19 مارچ 2015ء)

سبزیاں کھانا آنت کے کینسر کیلئے مفید

سبزیاں کھانے والوں میں آنت کے کینسر کے امکانات کم ہوتے ہیں۔ تحقیق کے مطابق سبزیوں پر مشتمل غذا کے استعمال سے آنتوں کے کینسر کے خطرات معدوم ہوجاتے ہیں۔ خلیج ٹائمز کی رپورٹ کے مطابق امریکہ میں آنتوں کا کینسر موت کی وجوہ میں دوسری اہم وجہ ہے۔ مطالعے کے مطابق آنتوں کے کینسر کی وجوہ میں غذائی عوامل اہم ہیں ان میں سرخ گوشت کا استعمال آنتوں کے کینسر کے امکانات میں اضافہ اور ریشے دار غذائیں آنتوں کے کینسر کے امکانات کو کم کرتا ہے۔

تحقیق کے مصنف لوما لنڈا یونیورسٹی کیلیفورنیا کے مائیکل جے ارچ کے مطابق سبزیاں نہ کھانے والوں کے مقابلے میں سبزیاں کھانے والوں میں آنت کے کینسر کے خطرات 22 فیصد کم ہوتے ہیں جن میں سے بڑی آنت کے کینسر کے امکانات 19 فیصد امکانات کم ہوتے ہیں۔ مطالعہ سے نتیجہ اخذ کیا گیا کہ سبزیوں پر مشتمل غذا کا استعمال آنت کے کینسر کے خطرات کم کرنے کے ساتھ موٹاپے، ہائی بلڈ پریشر، ذیابیطس اور شرح اموات میں بھی کمی کا باعث بنتی ہیں۔

(روزنامہ انصاف 12 مارچ 2015ء)

ربوہ میں طلوع وغروب 7-اپریل

طلوع فجر	4:26
طلوع آفتاب	5:48
زوال آفتاب	12:11
غروب آفتاب	6:34

ایم ٹی اے کے اہم پروگرام

7-اپریل 2015ء

5:20 am	ایوان طاہر کا افتتاح
7:25 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 9 جون 2009ء
8:50 am	لقاء مع العرب
11:00 am	گلشن وقف نو
12:55 pm	سوال وجواب
3:05 pm	خطبہ جمعہ فرمودہ 3-اپریل 2015ء (سندھی ترجمہ)

خالص سونے کے دلکش ودیدہ زیب زیورات بنوانے کے لئے تشریف لائیں
داؤد جیولرز لاہور
ہمارے ہاں نئے و پرانے زیورات کی خرید وفروخت بھی کی جاتی ہے
دکان پر تشریف لانے سے پہلے فون کرلیں 0321-4441713

سالہا سال سے آزمودہ
برین ٹانک (گھر کے ہر فرد کیلئے)
قیمت فی ڈبی-/250 روپے (مکمل کورس 6 ڈبیاں)
کمزوری یادداشت کیلئے حیرت انگیز شہرۂ آفاق ٹانک
طالب علموں، دماغی وتخلیقی کام کرنے والوں کیلئے نایاب روزگار ٹانک
نوٹ: دواخانہ ہٰذا کی مکمل مفید معلوماتی فہرست ادویات بذریعہ خط، ٹیلی فون Email مفت طلب کریں۔
جان یونانی دواخانہ رجسٹرڈ
گولبازار ربوہ (چوک بیت المہدی)
فون دواخانہ: 047-6213149
موبائل: 0301-7964849
Email:atanasir1915@gmail.com

داؤد آٹوز
DASCO Best Quality PARTS
ڈیلر: سوزوکی، پک اپ ویگن، آلٹو، F.X، جیپ، کلٹس خیبر، جاپان، جینین جاپان چائنہ اینڈ لوکل سپیئر پارٹس
طالب دعا۔ داؤد احمد، محمد عباس احمد، محمود احمد، ناصر الیاس
بادامی باغ لاہور 13-KA آٹو سنٹر
فون شوروم: 042-37700448، 042-37725205

FR-10

خواتین اور بچیوں کے مخصوص امراض کیلئے
الحمید ہومیو کلینک اینڈ سٹورز
جرمن ادویات کا مرکز
ہومیو فزیشن ڈاکٹر عبدالحمید صابر (ایم-اے) فون: 047-6211510
عمر مارکیٹ نزد اقصیٰ روڈ ربوہ فون 0344-7801578

احمد ٹریولز انٹرنیشنل
گورنمنٹ لائسنس نمبر 2805
یادگار روڈ ربوہ
اندرون وبیرون ملک ہوائی ٹکٹوں کی فراہمی کیلئے رجوع فرمائیں
Tel:6211550 Fax 047-6212980
Mob:0333-6700663
E-mail:ahmadtravel@hotmail.com

خدا کے فضل ورحم کے ساتھ
اک قطرہ اس کے فضل نے دریا بنادیا
سونے کے زیورات کے جدید اور اعلیٰ منفرد ڈیزائن
گولڈ پیلس جیولرز
بلڈنگ ایم ایف سی اقصیٰ روڈ ربوہ
پروپرائٹر: طارق محمود ظہر
03000660784
047-6215522

ربوہ سینٹری اینڈ آئرن سٹور
سامان سینٹری، پائپ، واٹر موٹر پمپ، واٹر ٹینک وغیرہ کی نت نئی ورائٹی بازار سے بارعایت دستیاب ہے۔
نیز پلمبر کی سہولت موجود ہے۔
کالج روڈ ربوہ: 0332-6093523
سلطان احمد شہزاد: 0334-9635930

فیصل کراکری اینڈ الیکٹرونکس
سیل۔سیل۔سیل
پیڈسٹل فین سیلنگ فین، ایئر کولر، واشنگ مشین ڈرسیٹ ہول سیل ریٹ پر دستیاب ہیں
نیز سیل مین کی بھی ضرورت ہے
ریلوے روڈ ربوہ : 0323-9070236

وردہ فیبرکس
آئیں اور فائدہ اٹھائیں
لان ہی لان آپ کی سہولت کے لئے پہلی دفعہ آپکو لان ملے گی 1P,2P,3P,4P فیکٹری ریٹ پر
چیمہ مارکیٹ ربوہ 0333-6711362

ضرورت سٹاف
سٹاف نرس یا LHV کی فوری ضرورت ہے۔
خواہشمند فوری رابطہ کریں۔ 0467-213944 0315-6705194
مریم میڈیکل سنٹر یادگار چوک ربوہ

لیڈی مووی میکر اینڈ فوٹوگرافر
گھر کی تمام تقریبات کی ویڈیو اور فوٹوگرافی لیڈی مووی میکر اینڈ فوٹوگرافر سے کروائیں۔
سیاٹ لائیٹ ویڈیو اینڈ فوٹو 27/4 دارالنصر غربی ربوہ
0300-2092879, 0333-3532902

معروف قابل اعتماد نام
البشیرز
پیچ
جیولرز اینڈ بوتیک
ریلوے روڈ گلی نمبر 1 ربوہ
نئی ورائٹی نئی جدت کے ساتھ زیورات وملبوسات
اب چوکی کے ساتھ ساتھ ربوہ میں باعتماد خدمت
پروپرائٹرز: ایم بشیر الحق اینڈ سنز، شوروم ربوہ 0300-4146148
فون شوروم چوکی 047-6214510- 049-4423173

الفضل اسٹیٹ اینڈ بلڈرز
سپیشلسٹ بحریہ ٹاؤن، بحریہ آرچرڈ، بحریہ پنڈی، بحریہ نشیمن، بحریہ میڈیکل سٹی میں
جائیداد کی خرید وفروخت کا باعتماد ادارہ
ہیڈ آفس
چیف ایگزیکٹو: ناصر احمد
0300-8586760
دکان نمبر 1 ٹاور 3 بحریہ آرچرڈ رائے ونڈ روڈ لاہور
PH:04235330199
Mobile: 0300-8005199
برانچ آفس
الفضل روم کولر اینڈ گیزر
کولر اینڈ گیزر بھاری چادر میں تیار کئے جاتے ہیں۔
265-16-B1 کالج روڈ نزد اکبر چوک ٹاؤن شپ لاہور
0333-3305334 راحیل احمد
PH:042-35124700,0300-2004599 عدیل احمد